رؤیت ہلال کا شرعی اور فلکیاتی جائزہ

Moon Sighting in Sharia & Astronomy Perspective: A Critical Analysis

ڈاکٹر حافظ صالح الدین[i]

Abstract

Islam is a Religion of Nature and all its commandments are based on its very cardinal rules as spelled out in Quran saying :
"Never Allah implicates a man with a (duty) heavier than his forbearance"[1]

The timings of "Ibada`at", "Eids" and "Fastings" etc are determined by means of natural phenomenon and not through manmade equipment's. However, the Islamic Shari's strongly recommends the usage of these observatory as supporting material regarding the moon sighting keeping in view its libations.The paper beforehand argues this issue very wisely .

This article strongly supports the proposition with the help of numerous religious proofs. The main stress has been made on the structure of Islam being a "religion of nature" and the issues related to Ibada`at. As such we must follow the natural measures whether to determine the timings of Fastings or that of Eids.

The basic law used in the Islamic teachings is that of "easiness" which is found in following Moon variations instead of depending on solar calendar.

The lunar measurement is easier and reliable as very oftenly we find some findings of observatory misleading. Also it is the instructions of "The Holy Quran" to decide the commencement of Eid before the Judiciary by the Government: based on the evidence of pious witnesses on seeing the crescent.

Keywords: *Moon Sighting, Observatory, Religion, Nature, Witnesses*

انسان اپنی غیر اختیاری زندگی میں اسی طرح خالق کائنات کے نظام تکوین کا پابند ہے جس طرح دیگر مخلوقات ہیں، لیکن اختیاری زندگی میں وہ اللہ تعالیٰ کے نظام تشریع (شریعت) کا مخاطب ہے۔ تشریعی نظام کی رو سے اس کا مقصدِ وجود "عبادت" ہے۔ عبادت میں اطاعت بھی شامل ہے جو کہ زندگی کے ہر لمحہ میں مطلوب ہے، مگر عبادات محضہ یعنی خالص عبادتیں وقتاً فوقتاً مشروع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا[2]"

"بے شک نماز مؤمن پر وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے۔"

نماز کی طرح روزہ حج اور زکوٰۃ بھی اپنے اپنے مقررہ اوقات پر ادا کئے جاتے ہیں، اس وقت کی شناخت کے لیے شریعت نے ان عبادات کو زمین پر برسر عمل نظامِ توقیت سے وابستہ کر دیا ہے تاکہ اوقات کی تبدیلی کے ساتھ یہ ہمیشہ ادا کی جاتی رہیں، ان عبادات

---

i ایسوسی ایٹ پروفیسر ، شعبہ علومِ اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

میں سے نماز کی ادائیگی ہر روز پنج گانہ مطلوب ہے۔اس کے لئے شمسی آثار کو میقات بنایا گیاہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ[3]"

"آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے(ہونے) تک نمازیں ادا کیجئے اور صبح کی نماز بھی"

دن رات اور اس کے مختلف پہروں کا تعلق سورج سے ہے چنانچہ اس کے لئے آفتاب ہی حقیقی تکوینی میقات بن سکتا تھا۔ ایک دن میں سورج کا عروج وزوال مکمل ہو جاتاہے اور لوگوں کے لئے اس عروج وزوال کے آثار آسمان پر پوری طرح ظاہر ہوتے ہیں روزہ، حج اور زکوٰۃ شریعت میں سالانہ کسی مخصوص مہینے میں مطلوب ہیں ان کے قمری مظاہر کو میقات قرار دیا گیا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

"يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ[4]"

"آپ سے ہلال کے بارے میں پوچھیں گے آپ کہیے کہ یہ لوگوں کے لیے میقات ہے اور اسی طرح حج کے لیے بھی"

یہ گویا اسلامی تقویم کی اس بنیاد کا اعلان ہے کہ تمام مہینوں کے لیے میقات ہلال ہے نہ کہ سورج، اس طرح اسلامی تقویم ہلالی تقویم ہے، اور حقیقت ہے کہ ماہ وسال کی تعیین کیلئے چاند ہی حقیقی تکوینی میقات بن سکتا تھا، اس کے برعکس رائج شمسی سال فطری نہیں بلکہ خالص حسابی سال ہے جو علم ہیئت اور ریاضی پر مبنی ہے۔ سورج کے برعکس چاند کے عروج وزوال کے مظاہر ہر ماہ آسمان پر پوری طرح نمایاں ہوتے ہیں اور ایک سال میں اس کا عروج وزوال بارہ مرتبہ میں مکمل ہو جاتاہے۔

واضح رہے کہ اسلام نے عبادات میں بھی اور اپنے دوسرے احکام میں بھی جن کا تعلق عوام وخواص ہر دو طبقہ سے ہے، انسان کو کسی ایسی بات کا مکلّف نہیں بنایا ہے جس کی دستیابی دشوار ہو، جس کا حصول ہر شخص کے لیے مشکل ہو اور جس کو بڑے حکماء، علماء اور دانشور ہی سمجھ سکیں اور عام لوگوں کیلئے ان کا سمجھنا ممکن نہ ہو۔ اس لئے اسلام میں ایک گونہ وحدت یکسانیت اور اجتماعیت مطلوب ہے اور وہ چاہتا ہے کہ حتی الوسع اسلامی عبادات مسلمانوں کی وحدت اور جماعت کا مظہر ہوں، یہی وجہ ہے کہ اس کو اسلامی حکومت اور محکمہ قضا کا ایک مستقل فریضہ قرار دیا گیا کہ وہ شہادت کے بعد طلوع ہلال کا اعلان کریں تاکہ کسی کے لیے اختلاف کی گنجائش نہ رہے۔ ہاں اس کے ساتھ ساتھ شریعت نے سائنسی ایجادات کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مظہر بتا کر اپنے دائرے تک شکر کے ساتھ انہیں استعمال کرنے کی بھی سفارش کی ہے۔ زیر نظر آرٹیکل میں رؤیت ہلال کے قضیے کو مدنظر رکھ کر اس کے لیے اسلام کا وضع کردہ معیار کو تحقیقی اور استقصائی مراحل میں گزارا جانے کی کوشش کی گئی ہے۔

ظہور ہلال کا سب سے اہم ذریعہ

ظہور ہلال کا سب سے اہم ذریعہ رؤیت ہے اور روئیت سے بھی رؤیت بصری (*Naked Eye*) مراد ہے، اور اسی روئیت پر شرعی احکام کا دار ومدار ہے۔ رؤیت کے معنی کے بارے میں ابن منظور لکھتے ہیں :

"الرؤية النظر بالعين و القلب وهى مصدر رأى و الرؤية بالعين تتعدى الى مفعول واحد، بمعنى العلم تتعدى الى مفعولين[5]"

"رؤیت کے معنی ہیں آنکھ اور دل سے دیکھنا، یہ فعل رأی کا مصدر ہے، دیکھنے کے معنی میں، فعل رؤیت متعدی بیک مفعول ہوتا ہے اور علم کے معنی میں متعدی بدو مفعول ہوتا ہے"

صاحب لسان العرب لکھتے ہیں:

"اذا اضیفت الی الاعیان کانت بالبصر کقوله صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته و قد یراد لها العلم مجازاً[6] "

"جب رؤیت کی نسبت کسی شے (عین) کی طرف کی ہو تو اس کا معنی نگاہ سے دیکھنا ہوتا ہے، جیسے صوموا لرؤیته میں رویۃ الھلال یعنی چاند دیکھنا اور کبھی یہ مجازاً جاننے کے معنی میں بھی آتا ہے"

رؤیت ہلال کا شرعی مفہوم

"المقصود برویة الهلال مشاهدته بالعین بعد غروب الشمس لیوم التاسع والعشرین من الشهر سابق، فمن یعتد خبره و تقبل شهادته فیثبت دخول الشهر برؤیته7"

"شریعت میں رؤیت ہلال سے مراد یہ ہے کہ گزرے ہوئے مہینے کی انتیس تاریخ کو غروب آفتاب کے بعد کچھ اہل اور قابل اعتبار لوگ اپنی آنکھوں سے چاند کو دیکھیں، اسی رؤیت سے نئے ماہ کی آمد ثابت ہو جاتی ہے۔"

رؤیت ہلال کا فقہی جائزہ

رؤیت کے متعلق چند جامع احادیث کا تجزیہ حسب ذیل ہے:

1. نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته، فأن غم علیکم فاکملوا ثلاثین ، فأن شهد شاهدان فصوموا وأفطروا[8]"

"روزہ و عید چاند دیکھ کر ہی کرو اگر ابر و غبار ہو تو تیس مکمل کرو لیکن اگر دو آدمی رؤیت کی شہادت دیں تو اسی کے مطابق روزہ و عید کرو"

اس حدیث کا مطلب ہے کہ توقیت شہر (مہینے کے تعین) کا ذریعہ ہلال ہے اور ثبوت ہلال کا وسیلہ صرف رؤیت ہے، اس طرح رؤیتِ ہلال ہی گویا شہود شہر ہے جو کہ علماء کے نزدیک روزے کے حکم کا سبب ہے۔ اس حدیث میں رؤیت کے تینوں ضابطوں یعنی رؤیت، شہادت، اور اکمال عدۃ کا بیان موجود ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رؤیت کا یہ طریقہ و ضابطہ یکساں طور پر تمام عبادات یعنی روزہ و عید اور قربانی سب کے لئے مشروع ہے، امام جصاصؒ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمان "صوموا لرؤیته" اللہ تعالیٰ کے ارشاد: يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ کے موافق ہے، چنانچہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حکم صوم کو رؤیت ہلال سے متعلق کر دیا ہے۔ نیز مسلمانوں کا آیت و حدیث کے اس مطلب پر اتفاق ہے کہ صوم رمضان کے وجوب میں رؤیت ہلال کا اعتبار کیا جائے گا[9]۔

2. سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے:

" ان الله قد جعل الاهلة مواقیت فاذا رایتموه فصوموا واذا رایتموه فافطروا فان غم علیمکم فاقدروا له واعلموا أن الأشهر لا تزید علی ثلاثین10"

"اللہ تعالیٰ نے ہلال کو میقات قرار دیا ہے، لہٰذا اسے دیکھ کر ہی روزہ شروع کرو اور اسے دیکھ کر ہی ختم کرو، اگر مطلع صاف نہ ہو تو اس کا اندازہ کر کے تیس پورے کر لو اور جان لو کہ مہینے تیس دن سے زیادہ نہیں ہوا کرتے"

لفظ" فاقدروا له "کے بارے میں علامہ نوویؒ لکھتے ہیں:

"واختلف العلماء فی معنی (فاقدروله) فقالت طائفة من العلماء: معناه ضیّقواله وقدّروهُ تحت السّحاب،وقیل قدروه بحساب المنازل وبه اخذ ابن سریج وجماعة، وذهب مالک والشافعی وابو حنیفة وجمهور السلف۔ والخلف الی ان معناه قدروله تمام العدد ثلاثین یوماً۔ و به اخذ اهل اللغة، قال الخطابیّ ومنه قول الله تعالی: فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُوْن[11]"

"اس کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے؛ بعض علماء نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ اگر چاند گرد و غبار یا کسی اور چیز کی وجہ سے نظر نہ آیا تو چاند کے منازل کا حساب کرلو اور حساب کے ذریعے سے اگلے مہینے کا تعین کرلو، اس معنی کے قائلین میں سے ابن سریجؒ اور علامہ سبکیؒ ہیں، لیکن جمہور علماء اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ تیس دن کا اندازہ کرلو، یعنی تیس دن کے بعد اگلا مہینہ سمجھو، اور اہل لغت نے بھی یہی معنی بیان کیا ہے اور علامہ خطابیؒ نے اس معنی کے اثبات میں قرآن کی یہ آیت بیان کی ہے: فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُوْن [12] ہم نے (ان تصرفات کا) ایک اندازہ ٹھہرایا، سو ہم کیسے اچھے اندازے ٹھہرانے والے ہیں"

جمہور علماء ان تمام روایات سے استدلال کرتے ہیں کہ جس میں "اکملوا عدۃ ثلثین" کے الفاظ آئے ہیں [13] اور عبداللہ بن عمرؓ کی جس حدیث سے قائل، حساب کا استدلال کرتے ہیں، تو صحیح مسلم میں اسی حدیث میں درج ذیل اضافہ ہے:

"لا تصو موا حتی ترو الھلال ولا تفطروا حتی تروہ فان اغمی علیکم فاقدروا لہ ثلثین [14]"

یعنی تیس دن کا حساب کرلو۔

دوسری حدیث میں جس کے راوی ابوہریرہؓ ہیں:

"فِإن غم علیکم فَصُومُوا ثلثین یوماً [15]"

تیسری حدیث میں ہے:

"فان غُبِّيَ علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین [16]"

ان تمام احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور نفی اور اثبات دونوں طریقوں سے فرمایا، اور آپ ﷺ جب نفی اور اثبات دونوں طریقوں سے کسی چیز کا حکم دیں تو وہ حکم انتہائی مؤکد ہو جاتا ہے، اس لئے رؤیت کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں اور اگر نظر نہ آئے تو کسی حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ ۲۹ پر رمضان شروع کردو بلکہ مذکورہ بالا احادیث میں تاکیدی حکم دیا کہ تیس دن پورے کرو پھر پہلی تاریخ شروع کرو۔

اب **فاقدروا** والی حدیث کو فاقدروا ثلثین اور فأکملو العدۃ ثلثین والی حدیث سے ملا کر ترجمہ کریں تو اس کے علاوہ کوئی مفہوم نہیں نکلتا ہے کہ چاند بادل میں چھپ جائے تو تیس دن کا حساب کرلو یا تیس دن کا اندازہ کرلو۔

حافظ ابن حجرؒ نے ابن العربیؒ کے حوالے سے ابن سریجؒ کا یہ مقولہ نقل کیا ہے کہ فاقدروالہ سے ان لوگوں کو خطاب ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم حساب و کتاب دیا ہے، اور چاند کے منازل کو جانتا ہو اور فاکملو العدۃ ثلاثین سے خطاب عام لوگوں کو ہے۔ ابن العربیؒ کا کہنا ہے کہ گویا ان کے نزدیک رمضان کے وجوب کا معیار مختلف ہے کہ ایک قوم پر سورج اور چاند کے حساب سے واجب ہے اور دوسری قوم پر عدد (گنتی) کے اعتبار سے واجب ہے، حالانکہ یہ شریعت کے مزاج یُسر کے خلاف ہے [17]۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اگر چاند ۲۹ کو نظر نہ آیا تو ۳۰ دن پورے کر کے اگلے دن سے مہینہ کا شمار ہوگا۔

سیدنا ابوہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے:

"الشھر تسعۃوعشرون فلا تصوموا حتی تروہ ولاتفطروا حتی تروہ فأن غم علیکم فاقدروا لہ ثلاثین [18]"

"مہینہ کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے لہٰذا چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر ختم کرو اگر مطلع آلودہ ہو تو تیس کی تعداد پوری کرلو

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رؤیت کے وجوب کا تعلق عملاً کس تاریخ سے ہے؟ ہلال چونکہ ۲۹ سے پہلے کبھی طلوع نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی ۲۹ کو طلوع ہوتا ہے اور ۲۹ کو طلوع نہ ہو تو ۳۰ کو لازماً طلوع ہو جاتا ہے اس لئے ۲۹ کو یہ جاننا ضروری ہوا کہ ہلال طلوع ہوا یا نہیں، اسی لئے ۲۹ کو رؤیت واجب قرار پائی اور ۲۹ کو اس کا طلوع ہونا طبعاً و عادتاً یقینی ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ حضور اکرم ﷺ نے قمری مہینوں کے دنوں کی تعداد کبھی تیس اور کبھی ۲۹ بتلائی ہے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قمری مہینے کبھی ۲۹ دن کے اور کبھی تیس ۳۰ دن کے ہوں گے، لیکن اصل قمری مہینوں کے دنوں کی تعداد تیس دن ہے۔ صاحب بدائع الصنائع لکھتے ہیں:

"الأصل فی الشھر ثلاثون یوماً والنقصان عارض[19]"

"یعنی ازروئے شریعت قمری مہینوں میں اصل تعداد تیس (۳۰) دن ہیں، اور اس سے کم یعنی ۲۹ دن کا ہونا عارضی امر ہے"

اگر کسی شہر والوں نے افواہوں پر روزہ رکھا انہوں نے خود چاند نہیں دیکھا تھا اور وہاں کے شرعی قاضی کے پاس بھی رؤیت ثابت نہ ہوئی تھی، نیز شعبان کے تیس نہ تو اپنی رؤیت سے پورے کئے اور نہ شرعی قاضی کے حکم سے پورے ہوئے تھے، بلکہ انہوں نے حکایتوں پر روزہ رکھا تو یہ لوگ گناہ گار ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے ثبوت رمضان سے پہلے فرض روزہ رکھا۔ دوسری جگہ علامہ کاسانیؒ رقمطراز ہیں:

"لأن الأصل بقاء الشھر وکمالہٖ فلا یترک ھذا ألاصل اِلّابیقین علی الا صل المعھود۔ لان ماثبت بیقین لایزول الابیقین مثلہ[20]"

"شرعی قانون یہ ہے کہ انتیسواں دن جس مہینے کا ہے تیسواں دن بھی اسی مہینے کا سمجھا جائے گا جب تک نئے مہینے کا ثبوت شرعی دلیل سے یقینی طور پر حاصل نہ ہو، یہ حکم اس عام شرعی اصول پر مبنی ہے کہ: جو امر قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے اس کا اختتام بھی یقینی ثبوت کے ساتھ ہوگا"

لیکن عہد نبوی ﷺ میں رمضان کے مہینے اکثر ۲۹ دن کے ہوا کرتے تھے، عبداللہ مسعودؓ سے روایت ہے:

"لَمَا صُمنَا مع النبی تسعا و عشرین اکثر مما صمنا معہ ثلاثین[21]."

"ہم نے نبی علیہ السلام کے ساتھ ۲۹ دن کے جتنے روزے رکھے وہ اس سے زیادہ ہیں جتنے ۳۰ کے روزے رکھے"

ملا علی قاریؒ کہتے ہیں:

"محمد ﷺ کے ۹ سال رمضان کے مہینوں میں صرف دو مہینے ۳۰ دن کے ہوئے بقیہ ۲۹ دن کے واقع ہوئے[22]"

ان احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ اصل چیز رؤیت ہے نہ کہ چاند کا افق پر موجود ہونا، چاہے چاند کی پیدائش ہو یا نہ ہو۔ اس لئے بلاتامل کہا جاسکتا ہے کہ کسی طرح بھی بتکلف اس پر زور لگانا کہ کسی طرح چاند ہو ہی جائے شریعت کی روح کے منافی ہیں.

رؤیت ہلال کا فلکیاتی جائزہ

واضح رہے کہ رؤیت ہلال میں اختلاف کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ بعض سائنس دانوں کا یہ خیال ہے کہ ہلال کا افق پر موجود ہونا آلات رصدیہ اور حسابات ریاضیہ سے معلوم ہو سکتا ہے، جس کو ترقی یافتہ سائنس نے بہت واضح کر کے دکھایا ہے تو ان سے

کیوں کام نہ لیا جائے، تاکہ رؤیت کے ہونے یا نہ ہونے کی شہادات کی ضرورت نہ رہے۔ اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ رؤیت ہلال کا فلکیاتی جائزے سے پہلے آلات جدیدہ کے استعمال کی شرعی حیثیت کو بھی واضح کیا جائے۔

ایجادات جدیدہ کی شرعی حیثیت

سائنس جدید ہو یا قدیم اور اس کے ذریعے بنائے ہوئے آلات نئے ہوں یا پرانے سب کے سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، ان کو شکر گزاری کے ساتھ استعمال کرنا ہے ان سے وحشت یا بیزاری نہ کوئی دین کا کام اور نہ کوئی عقل کا تقاضا ہے. البتہ دین و عقل دونوں کی یہ شرط ضرور محل نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو اس کی نافرمانی میں اور بے جا استعمال نہ کیا جائے، نیز جس استعمال میں کوئی دینی اصول مجروح نہ ہوتا ہو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ[23]"

"کیا تجھ کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے، زمین کی چیزوں کو اور کشتی کو، کہ وہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہے اور وہی آسمانوں کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہیں ہاں اگر اس کا حکم ہو جائے تو خیر۔"

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً[24]"

"کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور اس نے تمہارے اوپر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں"

البتہ دین الٰہی ان سب کے ساتھ یہ پابندی لگاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو اس کی نافرمانی اور ناجائز کاموں میں استعمال نہ کیا جائے جس سے اصول دین مجروح ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ بندوق، توپ، ٹینک اور طرح طرح کے بم ایجاد ہوئے کبھی کسی عالم یا غیر عالم کے دل میں یہ وسوسہ بھی نہ آیا کہ موجودہ جنگوں میں ان کا استعمال کرنا کوئی گناہ ہے ہوائی جہاز چلے تو بغیر کسی رکاوٹ کے مسلمانوں نے ان کو نہ صرف اپنی دنیوی کاموں میں بلکہ دینی امور میں بھی استعمال کیا۔ اس طرح خبر رسانی کے جدید آلات کی خبروں کو خبر کی حد تک بلا اختلاف سب علماء نے قبول کیا، مگر جہاں ضرورت شہادت اور شاہد کے سامنے آکر بیان دینے کی تھی اس میں نہ دنیا کی کسی عدالت نے ان کو کافی سمجھا، نہ علماء نے اس پر شہادت لینے کی اجازت دی۔ مسئلہ رؤیت ہلال میں بھی اگر نئی ایجادات سے اس حد تک کوئی مدد لی جائے جہاں تک اسلام مجروح نہ ہو، تو اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

دوسری طرف عبادات اسلامیہ میں اس کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے کہ کم از کم عبادت اور عبادت گاہوں میں یکسانیت ہو، امیر غریب کا امتیاز نہ ہو ہر کلمہ گو مسلمان ایک ہی انداز سے عبادت کر سکے۔ حج میں لباس احرام کی یکسانیت، منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں بلا امتیاز ایک ہی میدان میں قیام، نماز کے صفوں کی یکسانیت وغیرہ کھلے ہوئے شواہد ہیں۔ اس لئے اسلام میں تمام عبادات اور تمام اوامر و نواہی کی بنیاد ایسی سادگی پر رکھی گئی ہے جو ہر زمانے، ہر ملک، ہر خطّہ میں ہر مسلمان کو یکساں حاصل ہو۔ یہ نہ ہو کہ مال دار جدید آلات کے ذریعہ اپنی عبادت کو بہتر بنا سکیں اور غریب عبادت میں بھی دیکھتے رہ جائیں۔ اس لئے اسلامی عبادات نہ فلسفہ قدیم کی مرہون منّت تھیں نہ آج سائنس جدید اور اس کے مخترعہ آلات جدیدہ کی محتاج ہیں، نہ اس کے ادا کرنے میں کسی محقق، فلسفی یا ماہر ریاضیات و نجوم کی ضرورت ہے

اگرچہ ہلال کے ذریعہ مہینہ کا شروع اور اختتام علم فلکیات کے ذریعے معلوم ہو سکتا تھا، لیکن نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو اس دھندے میں ڈالنے کی بجائے یہ ہدایات دیں کہ فنّی باریکیوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں سرسری اور نظری طور پر اس کا تعیّن کر لینا کافی ہے۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ ریاضی کی باریکیوں اور ہیئت و نجوم کے حسابات میں جائے بغیر ہر شہر کے آدمی سادہ طور پر اپنے اپنے مقام پر چاند دیکھنے کی کوشش کریں کہ چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کر کے مہینہ ختم کر لیں، چاند دیکھنے کے لئے اہتمام بھی صرف اتنا کہ کسی ایسی جگہ جہاں مطلع قمر میں کوئی چیز حائل نہ ہو کھڑے ہو کر دیکھ لیں اس سے زیادہ اہتمام کو بھی پسند نہیں فرمایا۔

چاند دیکھنے کے لئے ہوائی جہاز میں پرواز کرنے کا اہتمام ایک قسم کا غلو ہے جس کی نظیر عہد رسالت اور قرون خیر میں نہیں ملتی۔ اگرچہ عہد رسالت میں ہوائی جہاز نہ تھے، مگر مکہ مکرمہ، صفا مروہ اور جبل ابی قبیس جیسے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ اسی طرح مدینہ منورہ کے قُرب وجوار میں متعدد پہاڑیاں ہیں، اگر چاند دیکھنے کے لئے اتنی بلند پروازی کوئی اسلامی خدمت یا شرعی ضرورت ہوتی تو یقیناً صحابہ کرامؓ کی جماعتیں اس کام کے لئے پہاڑوں پر جایا کرتیں اور اس کی بے شمار روایتیں حدیث کے ذخیرہ میں موجود ہوتیں، لیکن عہد رسالت میں پھر خلافت راشدہؓ اور قرون خیر میں کہیں اس کا ذکر نہیں ملتا کہ رسول اللہ ﷺ یا صحابہؓ نے اتنا اہتمام فرمایا ہو کہ لوگوں کو ان پہاڑوں کے کسی اونچے مقام پر چڑھ کر چاند دیکھنے کے لئے بھیجا ہو۔

رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی اس عملی تعلیم کا حاصل یہی تھا کہ ہر شہر والے سادگی کے ساتھ اپنی اپنی جگہ چاند دیکھنے کی کوشش کریں چاند نظر آ جائے اس کے مقتضیٰ پر عمل کریں، نہ آئے تو مہینہ تیس دن کا سمجھیں نہ یہ کہ ہوائی جہازوں میں اُڑ کر چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے[25]۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اتفاقی طور کوئی ہوائی جہاز کا مسافر چاند دیکھ لے اور آکر شہادت دے تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے، کیونکہ اس کی شہادت کو رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ نیچے کے ہوا میں گرد و غبار اور بخارات کی وجہ سے یہ بعید نہیں کہ چاند نظر نہ آئے اور بلند جگہ پر ہوا صاف ہونے کی وجہ سے نظر آ جائے[26]۔

رؤیت ہِلال کے لیے بعض ضروری اسباب

فلکی اعتبار سے چاند نظر آنے کے لئے مطلع صاف ہونے کے ساتھ دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

1. سورج سے چاند کی دوری (*Elongation*)؛ یعنی چاند سورج سے اتنا دور ہو چکا ہو کہ چاند سورج کی شعاعوں سے نکل جائے اور چاند کی روشنی زمین پر پڑنے لگے، دوربین سے نظر آنے کے لئے ۱۰ ڈگری ضروری ہے اور کھلی آنکھوں سے نظر آنے کے لیے تقریباً ۱۲ ڈگری دوری ضروری ہے۔
2. چاند نظر آنے کے لئے دوسری ضروری چیز (*Altitude*) زمین سے چاند کا ارتفاع ہے، یعنی جس شہر سے آپ چاند دیکھ رہے ہیں، غروب آفتاب کے وقت اس جگہ سے چاند کم از کم ۵ ڈگری اونچا ہو تب نظر آئے گا نیز کم کا چاند کبھی بڑا ہوتا ہے[27]۔

مذکورہ بالا نکات سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ ۱۲ درجے سے کم فاصلہ پر چاند نظر نہیں آ سکتا تو فرض کریں ایک ماہ کے ۲۹ دن پورے ہوتے ہیں، اسی شام کو چاند کی شرقی مسافت ۱۱ درجے اور عمر ۲۲ گھنٹہ تھی اس لئے چاند نظر نہیں آیا۔ دوسرے دن غروب آفتاب تک چاند مزید ۱۲، ۱۳ درجہ مشرق کو ہٹ چکا ہو گا، سابقہ ۱۱ درجے سمیت پہلی کے چاند کی مجموعی مسافت تقریباً ۲۴ درجہ اور عمر ۴۸ گھنٹے ہو گی غروب و طلوع زمین کی محوری گردش کا نتیجہ ہے زمین چار منٹ میں مدار قمر کے ایک درجہ کے سامنے سے گذرتی ہے

لہٰذا ۲۴۱ ،۴۸۰ یعنی ۹۶ منٹ تک پہلی کا چاند بالائے افق چمکتا رہے گا اور جسامت میں کافی بڑا ہو گا، پہلی کا یہ چاند دوسری کے چاند سے صرف ایک درجہ چھوٹا ہو گا[28]۔

چاند کی جسامت کا قضیہ فقہی اور فلکیاتی تحقیقات کی روشنی میں

چاند کی جسامت سے استدلال کرنا فلکیات کے اصول کے خلاف ہونے کے علاوہ صحیح احادیث کے بھی خلاف ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ کچھ صحابہ کرام عمرہ کے لئے نکلے راستہ میں چاند پر نظر پڑی تو چاند کا سائز بڑا اور روشن دیکھ کر آپس میں گفتگو ہوئی بعض نے کہا کہ یہ دو رات کا چاند ہے، بعض نے کہا کہ تین رات کا، عبداللہ بن عباسؓ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم نے اس کو اول کس رات میں دیکھا؟ بتلایا گیا کہ فلاں شب میں رؤیت ہوئی تھی، ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان اللہ مدّہ للرؤیۃ فھو لِلیلَۃ رأیتموہُ[29]"

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو رؤیت کی طرف منسوب فرمایا ہے اس لئے یہ اس رات کا چاند سمجھا جائے گا جس میں اس کی رؤیت ہوئی ہے"

معلوم ہوا کہ جسامت سے کبھی اس قسم کا دھوکہ لگ سکتا ہے مگر شریعت میں رؤیت کا اعتبار ہے۔

ماہرین فلکیات کے نزدیک کیم کو ہلال کے جسامت (باریک یا بڑے) نظر آنے کے اسباب

ماہرین ہیئت کا اس بات پر اتفاق ہے:

اَ. عموماً ۲۹ کا ہلال ۳۰ کے ہلال کی بنسبت باریک اور جلد غروب ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر رمضان ۲۹ کا ہو تو شوال کا چاند باریک ہو گا اور اگر وہ ۳۰ کا ہو تو شوال کا چاند نسبتاً موٹا ہو گا، اسی طرح غروب کا فرق ہے۔

ب. ہلال کی پوزیشن پر سابقہ تیسرے مہینہ کا اثر بھی پڑتا ہے مثلاً اگر رمضان و شعبان دونوں ۲۹ کے ہوں تو سابقہ تفاوت بڑھ جائے گا اور شوال کا چاند نمبر ا سے زیادہ باریک ہو گا اور غروب بھی جلد ہو گا۔

ت. اسی طرح اس کی پوزیشن پر چوتھے مہینہ کا اثر بھی پڑ سکتا ہے۔ مثلاً اگر رمضان، شعبان اور رجب تینوں ۲۹ کے ہوں تو شوال کا چاند، چاند نمبر ۱ اور چاند نمبر ۲ سے بھی باریک تر ہو کر جلد غروب ہو گا[30]۔

ث. چاند کے موٹے ہونے اور دیر تک نظر آنے کا قانون اس کے برعکس سمجھے، مثلاً اگر رمضان ۳۰ دن کا ہو تو شوال کا پہلا ہلال؛ نمبر ا، نمبر ۲ اور نمبر ۳ سے بڑا ہو گا، اور غروب بھی ان کی بنسبت دیر سے ہو گا۔

اَ. اگر شعبان بھی تیس کا ہو تو شوال کے چاند میں مزید تفاوت ظاہر ہو گا۔

ب. اگر رجب بھی تیس کا ہو تو شوال کا چاند جسیم ہو گا۔

ت. اگر جمادی الثانی، رجب، شعبان اور رمضان چاروں تیس تیس کے جمع ہو جائیں تو شوال کے ہلال کی جسامت و غروب دسویں تاریخ کے چاند کے لگ بھگ ہو گی۔

نوٹ: ۳۰، ۳۰ کے مہینے متواتر زیادہ سے زیادہ چار جمع ہو سکتے ہیں۔

رؤیتِ ہلال میں آلات جدیدہ سے مدد کا دائرہ کار و تحدیدات

رؤیت ہلال کے قضیے کو مد نظر رکھ کر کمپیوٹر سافٹ ویئر زسے درج ذیل امور میں مدد لی جاسکتی ہے:

اَ. چاند دیکھنے والے کی مدد بایں معنٰی کہ اس کو یہ بتائے کہ مشاہدے کے وقت وہ کس طرف دیکھے۔ اس طرح چاند دیکھنے میں کسی کا تجربہ کم بھی ہو وہ صحیح جگہ پر نگاہ رکھ کر اس کی تلافی کر سکتا ہے۔

ب. ان مقامات کا تعین جہاں چاند کے نظر آنے کا امکان کافی زیادہ ہو۔ اس سے حکومت کہ یہ پتہ چل سکے گا کہ شہادت کہاں سے بہتر طور پر حاصل کی جاسکتی ہے۔

ت. ہر مہینے کے لئے تقریبی کلیات کی مدد سے اختلاف مطالع کا تعین کہ کون کونسے مقامات آپس میں متحد المطالع ہیں اور کون کون سے آپس میں مختلف، کیونکہ تحقیقی طور پر ممکن نہیں کہ کون کونسے علاقے ہمیشہ کے لئے متحد المطالع ہوں گے اس لئے بعض اوقات چاند بالکل دیکھے جانے کی سرحد پر ہوتا ہے اور اس میں تھوڑی سی کمی چاند کو غائب بنادیتی ہے اس لئے بعض دفعہ تھوڑے سے فاصلے سے مطلع بدل جاتا ہے اور بعض دفعہ کافی زیادہ فاصلے پر بھی مطلع نہیں بدلتا۔

ث. چاند کی اس دن کی صحیح تصویر! اس سے قاضی صاحب چاند کے دیکھنے کا دعویٰ کرنے والے پر زیادہ بہتر انداز میں جرح کر سکتے ہیں[31]۔

نتائج بحث

اگر مطلع صاف ہو تو چاند دیکھنے میں کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر مطلع غبار آلود ہو یا ایسا شہر ہو جہاں دس منزلہ اور بیس منزلہ مکان ہی مکان ہوں تو وہاں اگر دوربین سے یا ہوائی جہاز سے چاند دیکھنے کی کوشش کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیہ کہ اس کا انتظام اسلامی حکومت کرے یا کوئی باقاعدہ قابل اعتماد افراد کریں مگر اس بات کا لحاظ ہر صورت میں ضروری ہے کہ اس سے ثبوت ہلال کا شرعی ضابطہ اور شرعی اصول مجروح نہ ہو۔

واضح رہے کہ چاند کی گواہی کی شرائط آسان ہیں یعنی جب مستور الحال آدمی کی شہادت سے بھی گمان غالب ہو جاتا ہے تو اس سے نئے آلات کے استعمال کے ذریعے آئی ہوئی خبر یا شہادت سے زیادہ درجہ کا گمان ہو جاتا ہے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ جس ڈگری پر عام طور پر وہاں چاند کے رؤیت ہوتی ہو اس سے زیادہ اونچائی سے نہ دیکھا گیا ہو، کیونکہ کسی اوپر جگہ سے چاند دیکھنے کی گنجائش فقہاء نے" صوموا لرؤیتہ" کے تحت دی ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ ہوائی پرواز اتنی اونچی نہ ہو جہاں تک زمین والوں کی نظریں پہنچ ہی نہ سکیں، کیونکہ شرعاً رؤیت وہی معتبر ہے کہ زمین پر رہنے والے اپنی آنکھ سے اس کو دیکھ سکیں اس لئے اگر بیس تیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر کے کوئی شخص چاند دیکھ آئے تو اس بستی کے لئے وہ رؤیت معتبر نہیں جس سے عام انسان باوجود مطلع صاف ہونے کے اس کو نہیں دیکھ سکتے۔

مہینے کے ثبوت کے لیے اصل اعتماد رؤیت ہلال پر ہو گا، البتہ فلکی حسابات اور فلکی رصد گاہوں سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے تاکہ احادیث نبوی ﷺ پر بھی عمل ہو اور سائنسی حقائق کی بھی رعایت ہو سکے۔ حساب کی وہ صورت جس میں مشاہدہ کے درجے کا یقین ہو جائے شرعاً قابل عمل ہے۔ ولادت قمر کے بعد رؤیت ممکن نہ ہونے کا کوئی فلکی قاعدہ مسلم نہیں، اس لیے ولادت قمر کے بعد کی رؤیت کی خبر و شہادت کو سنا جائے گا اور حقائق کے مطابق ہونے یا نہ ہونے پر غور و فکر کر کے فیصلہ کیا جائے گا۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ البقرۃ ۲: ۱۸۹

2 سورۃ النساء ۴: ۱۰۳

3 سورۃ الاسراء ۱۷: ۷۸

4 سورۃ البقرۃ ۲: ۱۸۹

5 ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب ۵: ۹۴، دار صادر بیروت (س۔ن)

6 لسان العرب ۵: ۸۷

امام احمد، احمد بن حنبل، مسند احمد ۴: ۲۳، موسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۲۲ھ

7 وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ، الموسوعۃ الفقہیۃ ۳: ۲۲۳، دار السلاسل، کویت ۱۴۰۴ھ.. النووی، یحیٰ بن شرف، المنہاج، شرح صحیح مسلم، حدیث ۱۷۹۵

8 امام نسائی، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب، سنن النسائی، کتاب الصیام، باب قبول شہادۃ الرجل الواحد علی ہلال شہر رمضان (۸) حدیث (۲۱۱۶) مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب، ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء

9 الجصاص، احمد بن علی، احکام القرآن ۱۵: ۲۰۱، اسماعیل اکیڈمی لاہور، ۱۹۰۴ء

10 امام احمد، احمد بن حنبل، مسند احمد ۴: ۲۳، موسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۲۲ھ

11 امام النووی، یحیٰ بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم، حدیث (۱۷۹۵) دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۳ھ

12 سورۃ المرسلات ۷۷: ۲۳

13 شرح صحیح مسلم ۱: ۳۴۷

14 امام مسلم، أبو عبد اللہ مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان لرؤیۃ الہلال، حدیث (۵۵۱)، دار طوق النجاۃ

15 مسند احمد، باب مسند ابوہریرہ ۲: ۲۵۹

16 صحیح مسلم، کتاب الصوم (۳۰) باب الصوم لمن خاف علی نفسہ العزوبۃ (۱۰) حدیث (۱۹۰۹)

17 العسقلانی، أحمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح البخاری ۴: ۶۱۷ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۷۹ھ

18 امام أبو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، باب الشہر یکون تسعا وعشرین، حدیث (۲۳۲۲) المکتبہ العصریہ، بیروت (س۔ن)

19 الکاسانی، أبو بکر بن مسعود، بدائع الضائع فی ترتیب الشرائع ۲: ۷۳، المکتبۃ الاسلامی، (س۔ن)

20 نفس مصدر ۲: ۸۰

21 سنن ابی داود، کتاب الصوم (۱۴) باب الشہر یکون تسعا وعشرین (۴) حدیث (۲۳۲۴)

22 ملا علی قاری، مرقاۃ شرح مشکوۃ ۴: ۴۶۷، مکتبہ حقانیہ پشاور (س۔ن)

23 سورۃ الحج ۲۲: ۶۵

24 سورۃ لقمان ۳۱: ۲۰

25 مفتی، محمد شفیع، امداد المفتیین کامل: ۴۸۲، دار الاشاعت کراچی (س۔ن)

26 مفتی محمد شفیع، آلات جدیدہ کے شرعی احکام: ۱۵۷، ادارۃ المعارف، کراچی (س۔ن)

27 رؤیت ہلال علم فلکیات کی روشنی میں: ۲۲

28 روحانی بازی، محمد موسیٰ خان، فلکیات جدیدہ: ۳۱۷، دار التصنیف لاہور، ۱۹۸۹ء

29 صحیح مسلم، کتاب الصیام (۱۴) باب بیان انہ لا اعتبار بکبر الہلال (۶) حدیث (۲۵۸۱) ۱۸۵

30 فلکیات جدیدہ: ۳۱۳

31 کاکاخیل، شبیر احمد، کشف ہلال: ۲۰، دار العلوم کراچی، ۱۹۸۹ء